رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نوع انسانی کیلئے ایک عظیم انقلاب مقدر ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰/ اگست ۱۹۷۳ء بمقام مسجد فضل۔لندن)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی صفات حسنہ کا مظہر بننے کے لئے پیدا کیا ہے۔انسان کی زندگی دو حیثیتوں کی مالک ہے۔ایک اس کی انفرادی زندگی ہے اور ایک اس کی اجتماعی زندگی۔انسانی زندگی کے ہر دو پہلوؤں میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا جلوہ نظر آنا چاہیئے اللہ تعالیٰ کی بہت سی صفات کا ذکر قرآن عظیم نے کیا ہے یعنی ان تمام صفات کا ذکر جن کا تعلق انسان سے اور اس عالمین سے ہے اور ہم سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ ہم ان صفات کا رنگ اپنی زندگیوں پر چڑھائیں۔سورۂ فاتحہ میں چار بنیادی صفات باری تعالیٰ کا ذکر آیا ہے۔جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی اصل الاصول صفات کا نام دیا ہے۔ان صفات میں سے پہلی صفت ربوبیت کی صفت ہے۔عربی زبان میں ربوبیت کے معانی دو پہلو رکھتے ہیں۔اول پیدا کرنا، دوسرے پیدائش کے بعد بتدریج ابتدائی مراحل میں سے گزار کر اس شخص یا قوم کی انفرادیت کو نقطہ کمال تک پہنچانا۔اور فرمایا کہ اللہ رب العالمین ہے۔قرآن کریم میں اللہ کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے بطور اسم ذات آیا ہے قرآنی اصطلاح میں اللہ اس ذات پاک کا نام ہے جو تمام صفات حسنہ سے متصف ہے اور جس میں کوئی کمزوریٔ نفس نہیں پائی جاتی۔رب العالمین سب سے پہلی اور بنیادی اور اہم صفت ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کیا۔چونکہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی صفات سے

متصف ہونے کا حکم ہے اس لئے پہلا مطالبہ جو انسان سے کیا گیا وہ یہ ہے کہ رب العالمین کا پرتو اور عکس ہماری زندگی میں آنا چاہیئے۔ اس صفت کے دو پہلو ہیں ایک خلق کا اور ایک ارتقائی ربوبیت کا۔ اس صفت سے تعلق رکھنے والا ایک بڑا نمایاں پہلو اس کا انقلابی فعل ہے اور دوسرا نمایاں پہلو اس کا ارتقائی فعل ہے سائنس یا فلسفہ کی تفصیل میں جانے کے بغیر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ جب جمادات معرض وجود میں آئیں تو یہ خدا تعالیٰ کا بڑا انقلابی فعل تھا۔ اس کے بعد ایک اور عظیم خلق پیدا ہوئی اور صفت خلق کا ظہور ہوا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کا نباتات کو پیدا کرنا تھا۔ جمادات اور نباتات میں جو اصولی فرق ہے۔ وہ ارتقائی فرق نہیں بلکہ انقلابی فرق ہے۔ چنانچہ ایک مشہور فلاسفر نے بھی ان فرقوں کو انقلابی فرق قرار دیا ہے۔

پھر خدا تعالیٰ کا ایک بڑا عظیم انقلابی فعل نباتات کے بعد زندگی کا دوسرا معجزہ حیوانات کا پیدا کرنا ہے۔ نباتات کی پیدائش کے بعد یہ ایک نیا انقلابی فعل ہے۔ پھر حیوانی زندگی سے صاحب عقل وشعور زندگی کی پیدائش بھی ایک بہت بڑا اور زبردست اور انقلابی فعل ہے۔

خدا تعالیٰ کی صفات کے جلوے ہمیں بتاتے ہیں کہ کوئی انقلاب اس عالم میں کامیاب نہیں ہوسکتا جب تک وہ حقیقی اور مناسب حال ارتقائی منازل میں سے گزر کر اپنے کمال کو نہ پہنچے۔

اس وقت جو چند انقلاب آئے ان کا ذکر ضمنی طور پر کر دیتا ہوں مثلاً سرمایہ دارانہ انقلاب جب انسان کے اندر ایک نیا شعور پیدا ہوا اس کے پھیلاؤ نے مختلف راہیں اختیار کیں۔ مثلاً ایک وقت میں صنعتی انقلاب، پھر زرعی انقلاب معرض وجود میں آیا۔ ان سب کی جہت ایک ہی طرف تھی۔ اور وہ انسان کی مادی ترقی تھی۔ لیکن اس انقلاب کے بعد جن ارتقائی منازل میں سے اسے گزرنا چاہیئے تھا یہ انقلاب ان منازل میں سے نہ گزرا۔

اس کے بعد اس کے مقابلے میں اشتراکی انقلاب کھڑا ہوا۔ اسلام کی اصطلاح میں ہم اس کو ایک دنیوی انقلاب کہہ سکتے ہیں۔ اس انقلاب نے دعویٰ یہ کیا کہ ہم انسان کی بطور انسان بہبودی اور خیر خواہی کے لئے یہ انقلاب برپا کر رہے ہیں۔ اور آج ہمیں یہ نظر آرہا ہے کہ آدھی سے زیادہ دنیا ان کے عزائم کی حصہ دار ہونے کی بجائے ان سے ڈر رہی ہے کہ کہیں

وہ ہمیں ہلاک نہ کر دیں جس سے میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ اس اشترا کی انقلاب کو جن صحیح ارتقائی منازل میں سے گزرنا چاہیئے تھا ان میں سے نہیں گزرا۔ کیونکہ کوئی انقلاب صحیح ارتقائی منازل طے کئے بغیر کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ خواہ وہ مانیں یا نہ مانیں اشترا کی انقلاب بھی ناکام ہو چکا ہے۔ آدھی سے زیادہ دنیا کا ان سے ڈرنا اور خوف کھانا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ انقلاب کامیاب نہیں ہوا۔ ایک تیسرا انقلاب بڑا مختلف ہے اور جس کو میں اشترا کی نہیں بلکہ سوشلسٹ انقلاب کہتا ہوں چین کا انقلاب ہے۔ یہ بھی دنیاوی انقلاب ہے لیکن خدا تعالیٰ کی صفت ربوبیت کا ایک جلوہ اور پہلو ہے۔ انسان نے غور وفکر کے بعد ایک چیز حاصل کی۔ چین کا یہ انقلاب بڑے ابتدائی دور میں سے گزر رہا ہے اور اس وقت ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ انقلاب کامیاب ہوگا۔ یا پہلے انقلابوں کی طرح بھٹک کر رہ جائے گا۔

کئی سال ہوئے ٹیکسلا میں ایک Complex بنانے کی سکیم کے ضمن میں چینی ماہروں کی ایک ٹیم آئی تھی۔ ایک جگہ جہاں Complex بنایا جاسکتا تھا ربوہ کے قریب تھی۔ اس وقت کے ضلعی افسروں کو ان کے قیام کے بارے میں مشکلات پیش آئیں تو انہوں نے ہمیں کہا کہ ہم ان کے قیام اور کھانے وغیرہ کا انتظام سنبھال لیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لنگر کے دروازے جس طرح پاکستانیوں کے لئے کھلے ہیں اسی طرح افریقہ، امریکہ، یورپ، روس اور دوسرے ممالک کے لوگوں کے لئے کھلے ہیں۔ ہم نے ان لوگوں سے باتیں کیں۔ میں نے اس وفد سے کہا کہ اس وقت چین بڑا صحیح چل رہا ہے اگر تم لوگوں نے دوسرے لوگوں کی طرح بنی نوع انسان کی خدمت کی بجائے نوع انسانی کا استحصال شروع کر دیا تو تمہارا ابھی وہی حال ہوگا جو پہلوں کا ہو چکا ہے یعنی ان انقلابات کی ابتداء بڑی عظیم تھی۔ لیکن ان کے ارتقائی ادوار ترقی اور نقطۂ کمال تک پہنچانے کی بجائے نقطہ زوال تک پہنچانے والے ثابت ہوئے۔

میں نے خدام الاحمدیہ سے خطاب کرتے ہوئے چار روحانی انقلابوں کا ذکر کیا تھا جن میں سے آخری انقلاب۔ انقلاب عظیم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا انقلاب ہے۔ میں سائنس دان نہیں لیکن اس وقت چاند اور ستاروں کی طرف جو راکٹ بھیجے جاتے ہیں ان کے لئے ایک انجن تو وہ ہے جو رفتار اور جہت کو کنٹرول کرتا ہے یا جو Source of power

ہے لیکن ساتھ ساتھ دوسرے انجن بھی لگائے ہوئے ہوتے ہیں جن کو Booster کہتے ہیں۔ پہلے انبیاء علیہم السلام کے ذریعے سے روحانی انقلاب آئے وہ تھوڑے عرصے کے لئے تھے۔ انہیں کسی Booster کی ضرورت نہ تھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو انقلاب عظیم برپا کیا اور جس کو کمال تک پہنچنے کے لئے فرمایا کہ چودہ، پندرہ، سولہ سو سال درکار ہوں یہ کوئی چھوٹا عرصہ نہ تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا کہ اس عظیم انقلاب کی ابتداء تو ہو چکی اس کی انتہا مہدی معہود کے زمانہ میں ہوگی۔ جب تمام بنی نوع انسان کو ایک امت واحدہ بنا دیا جائے گا۔ اس میں بہت سی حکمتیں ہیں جن پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے روشنی ڈالی ہے۔ جو ایک لمبا مضمون ہے۔ بہرحال یہ بتانا ضروری ہے کہ نوع انسانی کے لئے یہ ایک عظیم انقلاب ہے جو آج کل کے تمام انقلابوں سے بڑا ہے۔ اور کمیونزم، سوشلزم اور سرمایہ دارانہ انقلاب یہ سب مل کر بھی اس کے مقابلے میں کوئی چیز نہیں۔ دو کی ناکامیاں تو ہمارے سامنے ہیں اور تیسرا بالکل ابتدائی دور میں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ Right turn یعنی صحیح موڑ اختیار کرے اور جو راہ وہ مقرر کرے کسی وقت اسلام کی شاہراہ میں داخل ہو۔ آخر ساری دنیا نے اس انقلاب میں شامل ہونا ہے۔

اس انقلاب کی جدوجہد نے چونکہ لمبا عرصہ طے کر کے اپنے نقطہ کمال کو پہنچنا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے تجدید دین کا ایک سلسلہ قائم کیا پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی امتوں میں یہ سلسلہ نظر نہیں آتا۔ مثلاً موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کی امت میں انبیاء تو آتے رہے اور موسیٰ کی شریعت بھی قائم رہی اور تورات کی دوسری الہامی کتب بھی ساتھ ہی موجود رہیں (یہ بھی ایک علیحدہ مضمون ہے) بہرحال ان کو ایسے سلسلے کی ضرورت نہ تھی۔ قرآنی شریعت جو کامل اور مکمل ہے۔ اس کامل شریعت کو چودہ سو سالہ ارتقائی مقام میں سے گزار کر اس مقام تک پہنچا دینا کہ ساری دنیا پر وہ حاوی ہو جائے اور نوع انسانی کو امت واحدہ بنا دے اس کے لئے ضروری تھا کہ Booster قسم کی چیزیں ہوں۔ اولیاء، ابدال، اقطاب آئے۔ آخر میں مہدی معہود آئے۔ چونکہ انہوں نے اس کو تین سو سال کے اندر اندر اپنے کمال تک پہنچانا تھا جس کمال تک پہنچنے کے آثار ہمارے اندازے کے مطابق ایک صدی ختم ہونے تک نظر آنے لگ جائیں

گے۔ اب وہ زمانہ آ گیا کہ جب وہ پیشگوئی پوری ہوگئی ان ارتقائی منازل میں سے دنیا نے گزرنا ہے۔ لیکن ذمہ داری جماعت احمدیہ پر ہے۔ دو ذمہ داریاں ہیں۔ ایک ذمہ داری لینے کی ہے۔ ایک دینے کی۔ جب تک آپ ان تمام قوتوں کو جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات سے متاثر ہونے کی ایک طاقت دی ہے ان قوتوں پر خدا تعالیٰ کا رنگ نہ چڑھائیں۔ لینے میں پورے کامیاب نہ ہوں گے اور پھر لینے کے بعد جب تک آپ نوع انسان کی پاگلوں اور مجنونوں کی طرح خدمت نہ کریں اس وقت تک آپ اس عظیم جدوجہد میں جو اپنے نقطہ کمال تک پہنچنے والی ہے نہ پورا حصہ لے سکتے ہیں نہ پوری برکتیں حاصل کر سکتے ہیں۔ بہت بڑی ذمہ داری ہے لینے کے نقطہ نگاہ سے بھی اور دینے کے نقطہ نگاہ سے بھی۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی ان ذمہ داریوں کے سمجھنے اور ادا کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ ۵ ستمبر ۱۹۷۳ء صفحہ ۱، ۲، ۶)

❁❁❁